- بھائیوں کے درمیان شرکت کی کونسی قسم

کیاملازم بھائی کی تنخواہ بھی شرکت کا حصہ ہے؟

- ملازم کا تنخواہ سے کچھ رقم الگ محفوظ کرنا
- آسمانی آفت سے خریداہوا تباہ شدہ باغ
- خریداہوا تباہ شدہ باغ کا کچھ حصہ بچ گیا
- کھڑی فصل کو سیلاب سے نقصان پہنچا

مشترکہ خاندانی نظام (جوائنٹ فیملی سسٹم) میں تین بھائی شریک ہیں۔ایک تاجر، دوسرا زمیندار اور تیسرا حکومتی ملازم ہے۔اور تینوں مشترکہ طور پر اخراجات برداشت کرتے ہیں :

1۔۔۔ازروئے شرع ان کے درمیان کونسی شرکت ہے ؟

2۔۔۔کیاملازم کی تنخواہ بھی مشترکہ مال کا حصہ ہے ؟

3۔۔۔اگرملازم دوران ملازمت تنخواہ سے مخصوص مقدار اپنے پاس جمع کرتا رہے، تو دوران تقسیم جمع شدہ رقم میں دیگر بھائیوں کا حق ہوگا؟

4۔۔۔اگرجمع کی ہوئی رقم ملازم کی ہے کیاملازم بھائی کے لیے دوسرے بھائیوں کو دوران شرکت یہ بتانالازم ہے کہ میں تنخواہ سے کٹوتی کرتا ہوں ؟

مالک باغ نے اپنا باغ کسی ٹھیکہ دار کو بیچا، ٹھیکدار نے پوری یا بعض رقم آدا کی۔فروختگی کے دوران قدرتی آفت (سیلاب) کی وجہ سے نقصان ہوا ہے اب پوچھنا یہ ہے کہ :

5۔۔۔یہ نقصان ٹھیکدار کا شمار ہوگا یامالک باغ کا؟یعنی ٹھیکدار کے لیے مالک باغ سے نقصان کے ازالے کے لیے رقم چھوڑنے کا مطالبہ شرعادرست ہوگا، یانہیں ؟جب کہ باغ مکمل یاجزوی طور تباہ ہوا ہے۔اسی طرح مالک باغ کے لیے ٹھیکدار سے باقی ماندہ رقم کامطالبہ جائز ہوگا یانہیں ؟جب کہ ٹھیکدار کے پاس منڈی میں فروخت کرنے کے لیے کچھ نہیں ؟

6۔۔۔بعض جگہ مالک باغ سے رقم کم کرواکر ٹھیکدار قدرتی آفت کے بعد باقی ماندہ فصل بھی لیتا ہے اور مالک باغ کو اس کا عوض نہیں دیتا ہے، کیاایسا شرعا جائز ہے ؟

الجواب حامداومصليا

شریعت مطہرہ ہمارے لیے مشعل راہ ہے،اس کا ہر حکم زندگی کی آسانی اورآسائش کا سامان مہیا کرتا ہے،ہمیشہ وہ لوگ ترقی کی راہ پر گامزن ہوئے ہیں ، جنہوں نے ہر مشکل موڑپر شریعت کو سینے سے لگایا ہیں۔ہمارے سماج اور معاشرہ میں آئے روز نت نئے مسائل رونماہوتے ہیں ، یہاں تک کہ مشترکہ خاندانی نظام (جوائنٹ فیملی سسٹم) میں رسومات اور غیر شرعی چیزیں سرایت کرگئی ہیں، جس سے مسائل حل ہوئے بغیر زندگی مزید دوبھر ہوگئی ہے، ہرایک اس تگ ودو میں مگن ہے، کہ کسی طرح ہم اس دلدل سے نکل جائے۔۔۔؟لیکن شریعت کو اختیار کیے بغیراس کاازالہ جوئے شیر لانے کے مترادف ہے۔

اور یہ بھی یادرہے: کہ سابقہ ادوار میں شرکت کی انتہائی سادہ صورتیں تھیں، موجودہ ترقی یافتہ معاشی دور میں ایسے مسائل درپیش ہوتے ہیں، جن کی عملی شکلیں پہلے دور میں ناممکن نہیں تومشکل ضرور ہیں۔انہی مسائل میں سے ایک مسئلہ بھائیوں کی شراکت کی ہے، جن کی شکل مثلا یہ ہے: کہ تین بھائی آپس میں شریک ہیں ،ان میں سے ایک ملازم ہے،دوسراتاجر اپنی دوکان چلاتا ہے اور تیسرا زمیندار ہے۔فقہاکی اصطلاح میں اس کی چند صورتیں بنتی ہیں:

- زمین اوردوکان باپ کا ترکہ ہو، توباپ کے مرنے کے بعد بھائیوں کی یہ شرکت **شرکت ملک** کہلاتی ہے، **شرکت ملک** میں تمام شرکابرابر شریک ہیں اورہرایک دوسرے کے حصہ میں اجنبی ہے، یعنی کوئی ایک دوسرے کی اجازت کے بغیراس کے حصہ میں تصرف نہیں کرسکتاہے۔

اور شرکت ملک کا قانون:

وکل منهماأجنبی فی نصيب الآخرحتی لايجوز التصرف فيہ الاباذن الآخر،کغيرالشريک؛لعدم تضمنهما الوکالۃ۔۔۔۔۔

(مجمع الأنهر،کتاب الشرکۃ:543/2ط:دارالکتب العلميۃ،بيروت)

(ماخوذازدارالعلوم دیوبند: شرکت اور بٹوارہ کا بیان: 52/13)

<u>شرکت ملک کا حکم:</u>

شرکت ملک میں مال تمام ورثا کے درمیان برابر تقسیم ہوگا۔

"لو اجتمع إخوة يعلمون في تركة أبيهم ونما المال فهو بينهم سوية ولو اختلفوا في العمل والرأي ا هوفي الخانية زوج بنيه الخمسة في داره وكلهم في عياله واختلفوا في المتاع فهو للأب وللبنين الثياب التي عليهم لا غير فإن قالوا هم أو امرأته بعد موته إن هذا استفدناه بعد موته فالقول لهم وإن أقروا أنه كان يوم موته فهو ميراث من الأب۔"

(الشامية :مطلب :اجتمعا في دار واحدة واكتسبا ولا يعلم التفاوت ج۴،ص ۳۲۵)

❖ البتہ ملازم کی تنخواہ جب درمیان میں شامل ہوگئی اور پھر باقاعدہ صراحۃ یادلالۃ عقد شرکت طے پایا گیا، جس سے شرکت بحکم عنان ہوگئی۔ عنان میں کافی وسعت ہے، نہ سرمایہ کی برابری، نہ کاروبار کا اتحاد اور نہ ہی تمام شرکا کا کام کرنا ضروری ہے اور اس پر مزید یہ ہے کہ ملازم نے جب اپنی تنخواہ مال مشترکہ میں جمع کی، تو جمع شدہ تنخواہ بھی مشترکہ سرمایہ میں مال کی حیثیت اختیار کرگئی۔

سئل فی اخوۃخمسۃسعیهم وکسبهم واحد،وعائلتهم واحدة حصلوا بسعیهم وکسبهم اموالا،فهل تکون الاموال المذکورة مشترکۃ بینهم اخماسا۔(الجواب)ماحصلہ الاخوۃ الخمسۃ بسعیهم وکسبهم یکون بینهم اخماسا۔

(تنقیح الحامدیۃ: ج۱،ص ۹۵،ط:رشیدیہ)

یادرہے: عبارت میں جو**کسبهم واحد** کی قیدہے، یہ قید اتفاقی ہے، احترازی نہیں ہے۔ اور یا یہ سابقہ دور پر مبنی ہے۔ دور حاضر کی جدید تجارتی شکلوں میں یہ ایک اتفاقی قید کی حیثیت اختیار کرگئی۔

نوٹ: شرکت عنان کی تعریف اور شرائط کتب فقہ میں تفصیل کے ساتھ موجود ہیں۔

❖ اور اگر باپ کا کوئی ترکہ نہ ہو، بھائیوں نے الگ الگ محنت کی ہو، کسی نے زمین خریدی ہو، اس پر کاشت کی ہو، دوسرے نے دوکان خریدی ہو اور وہ اس کو چلا رہا ہو، جب کہ تیسرا ملازم ہو۔ اب یہ تینوں آپس میں شریک ہونا چاہتے ہیں تو یہ شرکت فاسدہ ہوگی۔

اور شرکت فاسدہ کا حکم یہ ہے، کہ اگر ہر شریک کا حصہ معلوم ہو اور اس کاآمدن جدا ہوسکتا ہو، تو وہ اپنی کمائی کا مالک ہے۔ اور اگر آمدن کا جدا کرنا ممکن نہ ہو، تو ہر ایک منافع اور نقصان میں برابر شریک ہوگا۔

فاذاکان سعیهم واحدا ولم یتمیزماحصلہ کل واحدمنهم بعملہ ،یکون ماجمعوہ مشترکا بینهم بالسویۃ ،وان اختلفوا فی العمل والرای کثرۃ وصوابا۔

(ردالمحتار:کتاب الشرکۃ،مطلب فیمایقع کثیرا۔۔۔ج ٦،ص ٣٤٢)

(ماخوذ از دارالعلوم دیوبند: شرکت اور بٹوارہ کا بیان: ج ۱۳، ص ۹۰)

فی زوج امراۃ وابنهااجتمعا فی دارواحدۃ ،واخذ کل منهما یکتسب علی حدۃ ،ویجمعان ولایعلم التفاوت ولاالتساوی ولاالتمیز،فاجاب:بانہ بینهما سویۃ ،

(الشامیۃ:کتاب الشرکۃ الفاسدۃ)

(ماخوذازدارالعلوم دیوبند: شرکت اور بٹوارہ کا بیان: ج ۱۳، ص ۹۰)

عبارت مذکورہ بالاسے معلوم ہواکہ ملازم کا تنخواہ مشترکہ سرمایہ میں جمع کرنے سے پہلے کچھ رقم اپنے پاس رکھنا بوجہ شرکت فاسدہ کے ملازم ہی کا حق بنتاہے۔کیونکہ عربی عبارتوں میں جمع کا لفظ استعمال ہواہے،یعنی شرکت اس وقت معتبر سمجھی جائے گی ،جب وہ اپنا کمایاہواسرمایہ جمع کرے۔لیکن باپ کاترکہ زمین اوردکان کی صورت میں موجودہو،توباپ کے مرنے کے بعدبھائیوں نے ملازم کوکاروبارسے اس لیے دست بردار کیاہے،کہ وہ دوسرے ذریعہ (ملازمت) سے سرمایہ جمع کررہاہے،اس لیے ملازم بھائی کو تنخواہ سے رقم کاٹنادرست نہیں ہے،کیونکہ :

- اگرملازم یاتاجراوریاکوئی اوربھائی کچھ رقم بتائے بغیرمنہاکرکے بقیہ رقم مشترکہ سرمایہ میں جمع کرے،تواس پردیگرشرکاہرگزراضی نہ ہوں گے۔
- دوسرایہ ہے کہ ہربھائی ایک دوسرے کے سہارے پرشرکت کررہاہے،اب اگرکوئی شریک یاملازم تنخواہ سے کچھ رقم اپنے پاس رکھے،توپھرشرکت کی اصل حکمت فوت ہوجائے گی۔
- تیسرایہ ہے کہ اس میں ایک شریک کااطلاع دیے بغیرکم روپیہ دینا،جب کہ دوسرے کازیادہ رقم جمع کرنے سے الزام تراشی اورجھگڑے کی نوبت ضرورآئے گی۔
- چوتھاہمارے عرف میں یہ معیوب سمجھاجاتاہے،بعدمیں طعنہ دیاجاتاہے کہ فلاں بھائی نے اتنی رقم چھپائی تھی،جوشرکت کے دوران ظاہرنہیں کی تھی۔

چنانچہ بھائیوں کی مذکورہ شرکت کے حوالے سے فتاوی عثمانیہ میں درج ہے:

"لہٰذاصورت مسئولہ میں اگربھائیوں کے درمیان شراکت مذکورہ بالاقسموں میں سے کوئی ایک ہو،تو تمام جائیدادادورمال میں دونوں بھائی مساوی حصہ کے مستحق ہوں گے۔

(کتاب الشرکہ: ج ۷، ص ۴۲)

"البتہ اگرشروع میں باقاعدہ معاہدے کے تحت کسی عامل شریک کاحصہ زیادہ مقررکیاجائے،تو

پھراس کوزیادہ حصہ دیناجائز ہے۔

عنوان : مشترکہ خاندانی کاروبار میں حصص کی تقسیم۔۔۔۔دارالافتاجامعۃالرشید

" بالائی منزل کی تعمیر کے وقت زیداوراس کے بھائیوں کے درمیان کوئی معاملہ ہواتھایانہیں،اگرکوئی معاملہ ہواہو،تواسے لکھیں اگرکوئی معاملہ نہ ہواہوتوزید بالائی منزل کا تنہامالک ہوگا۔دوسرے بھائیوں کااس تعمیرمیں کوئی حصہ نہیں ہے۔

عنوان: مشترکہ خاندانی نظام میں ذاتی خرچ سے بنائے گئے گھر کی حیثیت۔۔۔۔۔دارالعلوم دیوبند

1۔۔۔لہٰذا: مشترکہ خاندانی نظام (جوائنٹ فیملی سسٹم) میں تین بھائیوں کی شرکت شروع میں شرکت ملک ہے اوربعد صراحۃ یادلالۃ عقد سے شرکت عنان ہوگی۔

2۔۔۔ملازم کی تنخواہ (باپ کاترکہ موجودہو) مشترکہ سرمایہ میں جمع کرنے سے پہلے مشترکہ مال کاحصہ ہے۔

3۔۔۔اگردوران شرکت ملازم بھائی نے یہ وضاحت کردی ہو،کہ میں اتنی رقم مشترکہ سرمایہ میں جمع کرتارہوں گااوریابھائیوں کی طرف سے اس پرایک مخصوص مقدار مقررہو،تودوران ملازمت اپنی تنخواہ سے مخصوص مقداراپنے پاس جمع کرناملازم کاحق ہے۔

4۔۔۔جی ہاں ملازم بھائی کے لیے دوسرے بھائیوں کودوران شرکت یہ بتانالازم ہے کہ میں تنخواہ سے کٹوتی کرتاہوں۔

- ❖ اوراگرتینوں بھائی کے پاس کوئی سرمایہ نہ ہواورنہ ہی باپ نے ترکہ چھوڑاہو،تواس وقت ان کی یہ شرکت شرکت اعمال ہوگی۔اورمنافع میں تمام بھائی برابرشریک ہوں گے۔

واذاعقدواالشرکۃ بان جعلوا عملھم راس اعمال علی تقبل العمل من آخر ای تعھدہ والتزمہ وعلی ان یقسمواالکسب الذی سیحصل ای الاجرۃ بینھم ،فتکون شرکۃ اعمال ۔

(مادہ: ۱۳۳۲)

قال فی دررالحکام:

لایشترط اتحادالاعمال والصنائع فی شرکۃ اعمال ،فتجوزالشرکۃ المذکورۃ فی الاعمال المختلفۃالجنس ایضا۔۔۔

(مادہ:١٣٦٨)

باغ اور آفت آسمانی

ذیل میں چند اتفاقی صورتیں لکھی جاتی ہیں، جن پر تمام ائمہ کا اتفاق ہے:

- ✓ بیع قبل بدوالصلاح اس شرط کے ساتھ ہو، کہ خریدار پھل درختوں پر چھوڑے گا،اس وقت آسمانی آفت سے تباہ شدہ باغ کا نقصان باغ کا مالک برداشت کرے گا۔

نوٹ: فقہا کرام نے عرف کی وجہ سے درختوں پر پھل چھوڑنے کی شرط سے بھی بیع جائز قرار دیا ہے۔لہٰذا اس صورت میں بیع تام اور مکمل ہوگی اور نقصان ٹھیکدار کا شمار ہوگا۔

- ✓ بیع قبل بدوالصلاح، یابعد بدوالصلاح اس شرط کے ساتھ کہ خریدار درختوں سے پھل توڑے گا، لیکن باغ کے مالک نے خریدار کو قبضہ یا تخلیہ کا موقع نہ دیا، تو اس وقت بھی آسمانی آفت سے تباہ شدہ باغ کا نقصان باغ کے مالک کا ہوگا۔
- ✓ بیع قبل بدوالصلاح، یابعد بدوالصلح ہو ،اور پھر پھل پک جائے ، لیکن توڑنے سے قبل باغ آسمانی آفت سے تباہ ہو جائے تو اس وقت آسمانی آفت سے تباہ شدہ باغ کا نقصان خریدار برداشت کرے گا۔

‘‘ان یبیع قبل بدو صلاحهابشرط التبقیۃ علی الاشجار،ثم تصیبهاآفۃفالحکم فیهاان الآفۃمن ضمان البائع بالاجماع۔۔۔ان یبیعهاقبل بدوالصلاح اوبعده بشرط القطع،ولایخلی بینهاوبین المشتری ،ولایقبضهاالمشتری حتی تصیبهاآفۃ فتهلک فالضمان ههناایضا علی البائع بالاجماع ۔۔۔۔ان یبیعهاقبل بدو الصلاح اوبعده ثم یحین الجذاذ،وتصیبهاآفۃ قبل ان یجذهاالمشتری ،فالآفۃ ههنا من ضمان المشتری بالاجماع۔۔۔۔۔

- ✓ بیع بعد بدوالصلاح بغیر کسی شرط کے پھل درختوں پر چھوڑ دیا گیا، پھر آفت سے باغ تباہ ہو گیا، تو اس صورت میں اختلاف ہے:

بعض ائمہ (امام احمد ابن حنبلؒ ،ابن تمیہؒ اور ابن قیمؒ وغیرہ) کا کہنا ہے: کہ درختوں پر موجود پھل فروٹ پر قبضہ تام نہیں ہوا ہے جسے مشتری یا ٹھیکہ دار کی ملک ناقص ہے۔اس لیے یہ نقصان باغ کے مالک کا شمار ہوگا۔ان کی دلیل یہ ہے:

ان النبی ﷺ امربوضع الجوائح۔

آپ ﷺ نے آسمانی آفت کے سبب نقصان کو معاف کرنے کا حکم دیا ہے۔

اسی طرح آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

بم تاخذمال اخیک بغیر حق۔

تم اپنے بھائی کا مال ناحق کیوں لیتے ہو۔

(مجموع الفتاوی لشیخ ابن تیمیہؒ:ج۲۹،ص۳۸۴)

(صحیح مسلم:المساقاۃ:باب وضع الجوائح)

(اعلام الموقعین:ج۲،ص ۲۹)

جب کہ امام ابو حنیفہ،حضرت لیث بن سعد،امام شافعی فی الجدید،وابو جعفرالطبری،وامام داو،وامام ثوری اور جمھور سلف (رحمھم اللہ) کے نزدیک خریدار اور ٹھیکہ دار کا نقصان شمار ہو گا۔

ان یبیعھابعدبدو الصلاح لابشرط القطع ویخلی بینھا وبین المشتری ،ثم تصیبھاآفۃ ،فتھلک وھذاموضع اختلاف بین الفقھائ واختلفوافیہ علی اقوال :الاول:انہ من ضمان المشتری مطلقاوھومذہب ابی حنیفۃ،والیث بن سعد،والشافعی فی الجدید،وابی جعفرالطبری،وداو ،والثوری،وجمھورالسلف(رحمھم اللہ)کمافی عمدۃ القاری۔۔۔۔۔عن ابی سعیدالخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ،قال:اصیب رجل فی عھدرسول اللہ ﷺفی ثمارابتاعھا،فکثردینہ،فقال رسول اللہ ﷺ:تصدقواعلیہ ،فتصدق الناس علیہ،فلم یبلغ ذلک وفائ دینہ ،فقال رسول اللہ ﷺ لغرمائہ :خذواماوجدتم ۔ولیس لکم الاذلک۔۔۔۔ثبت ان الجوائح کان فی یدالمشتری لاتکون واضعۃ عنہ شیئا من الثمن الذی علیہ للبائع۔ابتاع رجل ثمرحائط فی زمان رسول اللہ ﷺ،فعالجہ وقام فیہ حتی تبین لہ النقصان ،فسال رب الحائط ان یضیع لہ او یقیلہ ،فحلف ان لایفعل ،فذھبت ام المشتری الی رسول اللہ ﷺ ،فذکرت ذلک لہ ،فقال رسول اللہ ﷺ: تالی ان لایفعل خیرا۔ووجہ الاستدلال منہ ان وضع الجائحۃ لوکان واجبا لاجبرہ علیہ ،ولکن النبی ﷺلم یجبرہ علی ذلک ،وانمالامہ علی ترک الاحسان ۔۔۔۔فلفظ المعروف والخیریدل علی ان ھذالوضع کان من قبیل الاحسان ،لامن قبیل الوجوب۔۔۔والامربوضع الدین ھناک للاستحباب بالاجماع۔

(تکملۃفتح الملھم،امربوضع الجوائح:ج۱،ص ۳۰۹)

ان یکون الامرللوجوب ،اویکون محمولاعلی ماقبل قبض المشتری؛فان الجائحۃ حینئذ تکون من مال البائع بالاجماع۔

(تکملۃفتح الملھم،امربوضع الجوائح:ج۱،ص ۳۰۹)

اماھلاکہ اوتعیبہ بافۃ سماویۃ فھو ضمان المشتری،کلماکان البیع صحیحالازما؛لان الضمان ینتقل بالعقد،ولولم یقبض المشتری المبیع۔

(الموسوعۃ الفقہیۃ :ھلاک البیع اوالثمن المعین کلیا اوجزئیا قبل التسلیم۔ص۳٦،ج۱۰)

واختلفوا فیمااذاا صابت الثمارجائحۃ ۔فقال ابوحنیفۃؒوالشافعیؒ فی احدقولیہ ،وھو اظہرھما جمیع ذلک من ضمان المشتری ،فلایجب لہ وضع شیئ منھا۔وھذالمسئلۃ مثبۃ علی اختلافہم فیمااذا الآفۃ الثمرۃ بعدان یخلی

البائع بین الثمرة وبین المشتری ،فیقبضهاعلی مذہب ابی حنیفۃؒ والشافعیؒ واحمدؒ سوا کانت الثمرة مماتحتاج الی التبقیۃ اولم تکن۔۔

(اختلاف الائمۃ العلما:باب بیع الاصول :ج١،ص ٣٨٢)

یملک المشتری المبیع ،ویملک البائع الثمن ،ویکون ملک المشتری للمبیع بمجردعقدالبیع الصحیح،ولایتوقف علی التقابض ،وان کان للتقابض اثره فی الضمان ۔

(الموسوعۃ الفقہیۃ:الآثارالمرتبۃ علی البیع:ج٩،ص ٣٦)

اذاهلک المبیع کلہ بعدالقبض :ان کان بآفۃ سماویۃ اوبفعل المشتری او بفعل المبیع او بفعل الاجنبی،فلاینفسخ البیع ،ویکون هلاکہ علی ضمان المشتری ؛لان المبیع خرج عن ضمان البائع بقبض المشتری ،فتقرر الثمن علیہ ،ویرجع بالضمان علی الاجنبی حال کون الاعتدائ منہ ۔

(الفقہ الاسلامی وادلتہ:ج٥،ص ٣٣٤٦)

واماالامربوضع الجوائح،فهوعندنا امرندب بعدالقبض ،وامروجوب قبلہ۔

(اعلاالسنن،ابواب البیع،باب بیع الثمار:45/14)

لہٰذامذکورہ بالاعبارتوں کی روشنی میں مالک باغ نے اپناباغ کسی ٹھیکہ دار کوبیچا،ٹھیکدارنے پوری یابعض رقم آداکی۔فروختگی کے دوران قدرتی آفت (سیلاب) کی وجہ سے کیاہوا نقصان ٹھیکدارکا شمار ہوگا،مالک باغ کانہیں یعنی ٹھیکدار کے لیےمالک باغ سے نقصان کے ازالے کے لیے رقم چھوڑنے کا مطالبہ شرعادرست ہوگا۔جب کہ باغ مکمل یاجزوی تباہ ہواہے۔اسی طرح مالک باغ کے لیے ٹھیکدارسے باقی ماندہ رقم کامطالبہ جائز ہوگااگرچہ ٹھیکدار کے پاس منڈی میں فروخت کرنے کے لیے کچھ بھی نہ ہو۔تاہم باغ کے مالک کے لیےکل رقم ،یابعض رقم معاف کردینا مستحب ہے۔

بعض جگہ مالک باغ سے رقم کم کرواکر ٹھیکدار قدرتی آفت کے بعدباقی ماندہ فصل لینا اورمالک باغ کو اس کا عوض نہ دیناشرعاجائزنہیں ہے۔

البتہ کھیتی باڑی کی صورت میں اجارہ پرلی ہوئی زمین میں جب زراعت مکمل طورپر تباہ ہوجائیں اورزمین قابل کاشت نہ رہیں،تواجیر پرباقی ماندہ مہینوں کی اجرت واجب نہیں ہے۔

اماان زرعها،فاصاب الزرع آفۃ فهلک الزرع ،او غرقت بعدالزرع ولم ینبت ففی احدی الروایتین عن محمدؒ یکون علیہ الاجر کاملا۔والمختارفی الفتوی انہ لایکون علیہ اجرلمابقی من المدة بعدهلک الزرع۔

(الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ:احکام اجارۃ الارض الزراعیۃ:ج۱،ص ۲۸۱)

(الفتاوی الھندیۃ:کتاب الاجارۃ، الباب التاسع عشرفی فسخ الاجارۃبالعذر:ج۴،ص ۴۶۲)

(المحیط البرھانی :کتاب الاجارات ،الفصل الثامن عشرفی فسخ الاجارۃ بالعذر:ج۷،ص ۵۰۸)

واللہ اعلم بالصواب۔

سید کلیم اللہ حرمزئی۔